سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں جاری ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قادیان دارالامان کا ہفتہ وار اخبار بدر احمدیہ ۱۲ ۱۳ ۱۴ کے فضل سے ۱۲ ۱۳ ۱۴ کی ہر ماہ انگریزی کی تاریخ شائع ہوتا ہے

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے (صفحہ ۸)
خواص سے (صفحہ ۱۰)
ہندوستان سے باہر سے)
غیر مذاہب و غیر مستطیع احباب سے (صفحہ ۱۲)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر
بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

چیف ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹرز محمد مبارک اسماعیل بی۔ اے
محمود ابن تراب۔

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم با تو گر آئی بہ قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی عرض دارالاماں بینی

جلد (۱۸) | مورخہ ۲۸۔ اپریل ۱۹۳۰ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۴۸ ہجری نبوی صلعم | نمبر ۱۲

حضرت فضل عمرؓ خلیفہ ثانی کی خدمات

نمبر (۲)

میں گذشتہ نمبر میں اس بات کو کھول کر بیان کر آیا ہوں۔ کہ خلافت یا نبوت کسی خدمت کا نتیجہ نہیں ہوا کرتا گو یہ امر جدا ہے کہ ایسے لوگوں کے پہلے خدمات بھی ہوں۔ اس اصل کو میں اس لئے پیش نہیں کرتا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے کوئی خدمت سلسلہ کی نہیں کی۔ بلکہ اس کی شاندار خدمات کی جو پہلو میں پیش کر رہا ہوں انکی نظیر اس وقت کسی دوسرے کے خدمات میں مل نہیں سکتی۔

ایک شخص نادانی سے کہتا ہے کہ تم میں سے بعض کی ابھی اتنی عمر نہیں جو ہماری بیعت کا زمانہ ہے میں نہیں جانتا اس قسم کی لاف زنی سے کیا حاصل ہے؟ اس سے اس کی غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ حضرت خلیفہ ثانی کی چھوٹی عمر پر اعتراض کرے۔ اسے اگر اسلامی تاریخ سے واقفیت ہوتی تو معلوم ہو جاتا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت میں کس عمر کے نوجوان آفیسر بنا دیئے جاتے تھے۔ اور ان کی ماتحت کس عمر کے بزرگ ہوتے تھے!

کیا انہیں معلوم نہیں ہے اسامہ بن زید کس عمر میں کمانڈر بنا دیئے گئے تھے۔ اور ان کے ماتحت فاروق اعظم جیسا جلیل الشان انسان بھی تھا۔

میں اس مضمون پر پھر کبھی لکھنا چاہتا ہوں اس وقت مجھے حضرت فضل عمرؓ کی خدمات پر بحث کرنا ہے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام پر ایک زمانہ ایسا گذرا ہے۔ کہ قوم کے مدبر اور موجودہ زمانہ کے اہل الرائے فیصلہ کر چکے تھے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو کلیتہً بدل کر ایک دینی مدرسہ بنا دیں۔ اور دسمبر ۱۹۰۵ء میں اسکے متعلق قطعی فیصلہ ہو جانے والا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی۔ ایسے وقت مدرسہ تعلیم الاسلام جیسی انسٹیٹیوشن

کی زندگی اور موت کا سوال

ان کے سامنے تھا۔ قادیان کی کل موجودہ جماعت سوائے حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم مغفور کے یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ مدرسہ کو توڑ دیا جاوے۔ اور کثرت رائے اس پر ہو چکی تھی کہ یکایک حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان سب کے خلاف رائے

مدرسہ کو قائم رکھنے

کی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور کی۔ میں نے گذشتہ نمبر میں کہا تھا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام اس وقت کن حالات سے گذر رہا تھا۔ یہ مجھے بتا دینا چاہیئے۔ پس میں اس کے لئے سب سے اول اپنے محترم بھائی مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط درج کرتا ہوں۔ جو انہوں نے ۷۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو میرے مخدوم اور معزز بھائی چودھری رستم علی مرحوم کے نام لکھا تھا۔ یہ ایک قسم کی ڈائری ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

مکرم چودھری صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا نوازشنامہ پہونچا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں سنایا۔ فرمایا لکھدو۔ خط بھی نصف ملاقات ہوتی ہے۔ اگر وہ خط لکھدو یا کریں اور دعا کیلئے یاد دلا دیا کریں تو میں دعا کرتا رہونگا۔ بہت پرانے مخلص ہیں۔ فرمایا ان پر کچھ قرضہ کا بوجھ بھی ہے۔ جبتک اس سے فراغت نہیں ہوتی ملازمت کرتے رہیں بعد میں پنشن لے لیویں۔

آج پھر فرمایا کہ رات کو پھر وہی الہام پھر ہوا۔ قرب اجلک المقدار ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات ضیئا۔

فرمایا ان فقرات کے ساتھ لگا نیسے صاف منشاء الٰہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب پیغام رحلت یا جاوے گا تو دلیں یہ خیال پیدا ہوگا کہ ابھی ہمارے فلاں فلاں مقاصد باقی ہیں۔ اسکے لئے فرمایا کہ ہم سب کی تکمیل کرینگے۔ فرمایا لوگ اکثر غلطی کھاتے ہیں۔ کہ وہ چاہتے ہیں کہ سب امور کی تکمیل ماموریہی کر دے وہ بڑے بڑے امیدیں باندھ رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب کچھ ماموراپنی زندگی میں ہی کر کے اٹھائے۔ صحابہ رضؓ میں بھی ایسا خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ابھی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کا وقت نہیں آیا۔ کیونکہ دعوے تو تھا کہ کل کی طرف رسول ہوئے اور ابھی

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا)

عرب بھی بہت سا حصہ ہو ہی جائیگا مگر اللہ تعالیٰ ان سب امور کی تکمیل آہستہ آہستہ کرتا رہتا ہے تاکہ جو شخص کوئی خدمت دین کا ثواب لینا چاہے

اسی ذکر میں فرمایا کہ ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتے جاتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبداللہ صاحب جو ایک عجیب مخلص انسان تھے اور ایسا ہی اب مولوی برہان الدین صاحب جہلم میں فوت ہو گئے۔ اور بھی بہت سے مولوی صاحبان اس جماعت میں سے فوت ہو گئے مگر افسوس ہے کہ جو مرتے ہیں ان کا کوئی نظم نہیں آتا۔ یہ فرمایا

بھی رنج ہی پہونچتا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے

وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی۔ اگر یہاں بھی

طالبعلم نکلکر دنیا کے طالب ہی بننے تھے۔ تو پھر

اسکے قایم کرنیکی ضرورت ہی کیا تھی ہم تو چاہتے تھے

کہ دین کیلئے خادم پیدا ہوں۔ چنانچہ پھر بہت سے احباب کو بلا کر انکے سامنے یہ امر پیش کیا۔ کہ مدرسہ میں ایسی اصلاح ہونی چاہیئے

کہ یہاں سے واعظ اور مولوی پیدا ہوں جو آئندہ ان لوگوں

کے قائم مقام ہوتے رہیں جو گذرتے چلے جاتے ہیں!

کیا افسوس کا مقام ہے کہ آریہ سماج میں وہ لوگ پیدا ہوتے ہیں جو

ایک باطل کیلئے اپنی زندگیاں وقف کریں مگر ہماری قوم سچے

خدا کو پاکر پھر دنیا کی طرف جھک رہی ہے اور دین

کیلئے زندگی وقف کرنا محال ہو رہا ہے۔ فرمایا سب سوچو کہ اس

مدرسہ کو ایسے رنگ میں رکھا جاوے کہ یہاں سے قرآن دان

واعظ مولوی لوگ پیدا ہوں جو دنیا کیلئے ہدایت کا ذریعہ ہوں

والسلام (خاکسار محمد علی) ۶ دسمبر ۱۹۱۳ء

جن تفرقات کو میں نے جلی قلم سے لکھا ہے وہ ناظرین کی خاص توجہ چاہتے ہیں۔ امید کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اور ان کے تمام احباب اس خط کو غور سے پڑھیں گے مولوی محمد علی صاحب کے اس خط سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق بخوبی ظاہر ہے۔ اور آپ کے بعد جو تکمیل سلسلہ کی ہونے والی تھی اس کے متعلق بھی ایک ضروری امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ یہ تکمیل بذریعہ جانشینوں کے ہوتی ہے۔

نہ جماعت کو اس پر بھی توجہ دلائی گئی۔ اور حضرت مولوی محمد علی صاحب اور دیگر ممبران صدر انجمن سے اپیل کر دی گئی کہ وہ خدا کیلئے

ان نوجوانوں کے نام الٹی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس منشاء کے معلوم کر لینے کے بعد آپ نے مدرسہ تعلیم الاسلام سے پیدا کئے اور پیدا کئے جا رہے ہیں یا مدرسہ کی تعلیمی انصاب میں ایسی ترمیم کی کہ ایسے لوگ پیدا ہو سکیں۔ بہرحال حضرت صاحب کا یہ منشاء تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر نامناسب نہیں کہ میں چند ڈائریاں بھی پیش کر دوں۔ ان سے یہ بھی بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے بعد کیا یقین رکھتے تھے۔

فرمایا ہمارے مخالف ہمارے خلاف افترا کرتے ہیں۔ انکی غرض یہ ہے کہ یہ سلسلہ رک جاوے۔ مگر جب خدا کی طرف سے ہو تو کون روک سکتا ہے؟ مفتری کی تو مخالفت کی بھی حاجت نہیں خدا تعالیٰ خود اس کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

فرمایا۔ ہمارے اغراض تو یہ ہیں کہ دین کیلئے زندگی وقف کریں ایف۔ اے بی۔ اے والے اغراض سے ہمیں کیا۔ میں سلسلہ کے صرف اس امر کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کیلئے کام آ سکے جیسے مولوی محمد علی کام کر رہے ہیں۔ مشکل ہے کہ کوئی ہی [illegible] ایک طرف تو ذرہ ذرہ کو خدا بنا رکھا ہے باوجود اس کے کئی پاس یافتہ اپنی زندگی وقف کرتے ہیں۔ ابھی تک یہی حال ہے جو مدرسہ سے نکلتا ہے اس کو یہی امور پیش آجاتے ہیں

فرمایا ابھی کتاب الخزینات نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسوا کرنیوالا ذکر باقی نہ چھوڑیں گے یعنی تیرے آنے کی علت غائی کو پورا ہی کر دینگے۔ یہ ملہم ہے۔ لیکن جتنے دام آتے ہیں یہ ضروری نہیں سمجھا گیا۔ کہ انکی زندگی ہی میں تکمیل ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ ہی بنا۔ پھر رفتہ رفتہ ابوبکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ سے ترقیاں اور تکمیل ہوئی۔ یہانتک کہ کچھ حصہ تھوڑا سا نے لیا کچھ مغلیہ سلاطین نے جو سات سو برس تک رہے ان کے عہد میں بھی کچھ ترقی ہوئی۔ ایسی ایسی جگہ مساجد تعمیر ہوئیں جو ہندوؤں کے مقامات ہیں۔ یہ سنت اللہ ہے کہ جو اول ہو کر آتا ہے ضروری نہیں کہ سب مقاصد کی اسکے ہاتھ پر تکمیل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں کسریٰ و قیصر کی خزانہ کی کنجیاں دیگئیں حالانکہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی عنہ کو دی گئیں۔

فرمایا کل یہ الہام ہوا۔ قرب اجلک المقدار۔ اس پر فرمایا کہ مدرسہ کی حالت دیکھکر دل پارہ پارہ اور زخمی ہو گیا۔ علماء کی جماعت فوت ہو رہی ہے۔ مولوی عبدالکریم کی قلم ہمیشہ چلتی رہتی تھی۔ مولوی برہان الدین فوت ہو گئے اب قایم مقام کوئی نہیں۔ جو عمر رسیدہ ہیں ان کو بھی فوت شدہ سمجھئے۔ دوسرا جیسا کہ خدا چاہتا ہے کہ تقوی ہو اسکی تخم ریزی نہیں یہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ورنہ اچھے آدمی مفقود ہو رہے ہیں۔ آریہ زندگی وقف کر رہے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے منہ سے بھی نہیں نکلتا۔

ہزار ہا روپیہ جو قوم کا جمع ہوتا ہے وہ ان لوگوں کیلئے خرچ ہوتا ہے جو دنیا کا کیڑا بنتے ہیں۔ یہ حالت تبدیل ہو کر ایسی حالت ہو۔ کہ علماء پیدا ہوں علم دین میں برکت ہے اس سے تقوی حاصل ہوتی ہے بغیر اس کے شوخی بڑھتی ہے نوری علم میں برکات ہیں۔ لوگ روپیہ بھیجتے ہیں لنگر خانہ کیلئے یا مدرسہ کیلئے۔ اس میں اگر بیجا خرچ ہوں تو گناہ کا نشانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنیوالوں کی قسم کھائی ہے والمدبرات امرا میں ایسے آدمیوں کی ضرورت سمجھتا ہوں جو دین کی خدمت کریں۔ میرے نزدیک باندالی ضروری ہے۔ انگریزی پڑھنے سے میں نہیں روکتا۔ میرا تو جی چاہتا ہے اور میں نے پہلے بھی سوچا ہے اور جب سوچا ہے میرے دل کو صدمہ پہنچا ہے کہ ایک طرف تو زندگی کا اعتبار نہیں جیسا کہ خدا کی وحی قرب اجلک المقدار سے ظاہر ہوتا ہے دوسرا اس مدرسہ کی بنا سے غرض یہ تھی کہ دینی خدمت کیلئے لوگ تیار ہو جاویں یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ پہلے گزر جاتے ہیں دوسرے جانشین ہوں۔ اگر دوسرے جانشین نہ ہوں۔ تو قوم کے ہلاک ہونیکی جڑ ہے مولوی عبدالکریم اور دوسرے مولوی فوت ہو گئے اور جو فوت ہوتے ہیں۔ ان کا قایم مقام کوئی نہیں۔ دوسری طرف ہزار ہا روپیہ جو مدرسہ کیلئے لیا جاتا ہے۔ پھر اس سے فایدہ کیا۔ جب کوئی تیار ہو جاتا ہے تو دنیا کی فکر میں لگ جاتا ہے اصل غرض مفقود ہے میں جانتا ہوں جب تک تبدیلی نہ ہوگی کچھ نہ ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کی جماعت [illegible] پیدا کرنا [illegible] نہیں ہے دنیا چاہتے ہیں ہمیں کیا غرض ہے کہ قدم بقدم ان لوگوں کے چلیں جو دنیا کیلئے چلتے ہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہے وہی بہتر جانتا ہے پانچ چھ روز سے سوا تر یہی الہام ہو رہا ہے۔ انسان جن باتوں کی بابت تمنا کرتا ہے انکی بابت چاہتا ہے کہ معلوم ہوں جنکے کراہت کرتا ہے چاہتا ہے کہ وہ نامعلوم ہوں۔ مگر عادت اللہ یہ نہیں کہ وہ انسانی خواہشات کی پیروی کرے۔ مجھے پانچ چھ روز سے سوا تر یہی الہام ہوتا ہے قرب اجلک المقدار۔ آج اس کے ساتھ یہ بھی تھا۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین انبیاء علیہ السلام کے متعلق سنت اللہ یہی ہے کہ وہ تخم ریزی کر جاتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ رضہ کا اجتہاد غلط نکلا۔ وہ یہی سمجھتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب کو فتح کرینگے۔ انہوں نے آپ کی وفات کو قبل از وقت سمجھا۔ مگر ابوبکر کی فراست صحیح تھی۔

جناب مولوی محمد علی صاحب کے اس خط اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس وقت مدرسہ تعلیم الاسلام کو قطعاً ایک دوسرا رنگ دیدینے کی ضرورت تھی۔ اور جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں جماعت اس پر متفق ہو چکی تھی۔ اس مقابلہ پر یا اولوالعزم نوجوان کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم تمام آنیوالی نسلوں کیطرف گویا اپیل کی جو اس مدرسے فیض پانیوالی تھیں۔ آخر مدرسہ تعلیم الاسلام کے قیام اور بقا کا فیصلہ کل جماعت کے برخلاف حضرت صاحبزادہ صاحب کے حق میں ہو گیا۔

آج مدرسہ تعلیم الاسلام اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کوئی زیر دست انسٹیٹیوشن ہے اور ہے تو بتاؤ۔ کیا اسے مولوی محمد علی صاحب نے زندہ رکھا۔ یا کسی انجمن نے یا اس کو زندہ کرنیوالا یہی اولوالعزم تھا۔ اس مدرسہ کا نقشہ اگر حضرت مسیح موعود نے بنایا ہے تو اسکی بنیادوں کو مضبوط اسی اولوالعزم نے کیا ہے۔ اب اس پر جو بھی عمارتیں چاہو بناؤ اور جو بھی چاہے بناؤ مگر اسکی ہستی اور بقا کے بنیادی امور میں جو بات کام کرتا دکھائی دیگا وہ اسی نوجوان کا ہے۔ جسکو بعض نادان کہتے ہیں کہ اس کی عمر ہماری بیعت کے زمانہ سے بھی کم ہے اس قسم کی شوخی اور گستاخی خدا تعالیٰ کو ناراض کرنیوالی ہے اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ میں اب اس مسئلہ کو قوم کے سامنے رکھتا ہوں کہ کیا یہ خدمت کم ہے کہ جس مدرسہ پر آج ناز کیا جاتا ہے ایک وقت میں تم سب اس کو توڑنے پر آمادہ تھے۔ تمہاری آنکھ اسکے شاندار مستقبل کو دیکھ نہ سکتی تھی۔ مگر صاحبزادہ صاحب کی آنکھ نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اب دنیا کے علم و مع احباب سے پوچھو کہ مدرسہ کو قایم رکھنے والے کی کوئی خدمت ہے یا اسکی جڑ اسکو توڑنا چاہتے تھے۔ یہ حقیقت میں تمہارا اور اس کا پہلا مقابلہ تھا بد قسمتی سے تم اس

خریداران سرپرستان الحکم کیخدمت میں التماس!

برادران! الحکم آپ کا ایک قومی خدمتگذار ہے۔ الحکم اس وقت جاری ہوا جبکہ سلسلہ کی خبروں کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اور سلسلہ کی ابتداء تھی۔ منکرین کیطرف سے ہر قسم کی مخالفتیں کیجاتی تھیں۔ اور احمدیوں کو دکھ دیئے جاتے تھے۔

ان حالات میں سلسلہ کیخدمت اور تبلیغ و اشاعت کیلئے الحکم جاری کیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے وہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں وفادار ثابت ہوا۔

ہر قسم کے ابتلاؤں میں سے گذر کر اس نے تبلیغ حق میں حصہ لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات کو اس نے محفوظ کیا۔ اور آپکے مکتوبات و الہامات کا وہ امین ٹھہرا۔ الحکم گویا سلسلہ کی ایک زبردست اور مستند تاریخ ہے۔

میں نہیں چاہتا کہ الحکم کی خدمات کی تفصیل کروں یا اس کے ذریعہ سے جو فوائد قوم کو پہونچے ہیں ان کی تشریح کروں کیونکہ یہ واقعات ہیں اور قوم کا بہت بڑا حصہ اس سے واقف ہے۔ میں اس کے کہنے میں قطعاً مبالغہ نہیں سمجھتا کہ ہزاروں انسانوں نے الحکم کے ذریعہ اس سلسلہ کو قبول کیا

برادران ہر اصلاحی کام کے ساتھ ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے اسلئے الحکم بھی اس سے باہر نہ رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد الحکم خطرناک مالی مشکلات میں پڑ گیا اور سالگذشتہ کے آخری حصہ میں تو اسے اپنی زندگی کو قایم رکھنا سخت مشکل ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود کے بلافصل خلیفہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب اعلیٰ مقامہ کو ہمیشہ اس بات کا فکر رہا کہ الحکم زندہ رہے۔ میرے بعض دوستوں نے بھی الحکم کے احیاء اور بقاء کو محسوس کیا۔ مگر وہ اس کی زندگی اس رنگ میں چاہتے تھے کہ

الحکم ان کے ہاتھ میں کٹ پتلی ہو۔

مگر میں نے کبھی یہ گوارا نہ کیا کہ الحکم خریدار فروش ہو کر زندہ رہے اس لئے جہاں میرے ان دوستوں کو اپنے ارادوں میں یاس ہوئی۔ الحکم بھی ایسی امداد سے محروم رہا۔ لیکن الحکم کے سرپرست اور خریدار ہر موقعہ پر اسکی آواز کو لبیک کہتے رہے اور انہوں نے کوشش کی کہ وہ زندہ رہے۔ اسی اثناء مجھے بعض ضرورتوں کی وجہ سے قادیان سے باہر جانا پڑا۔ اور وہ ساری تجاویز جو الحکم کے احیاء و بقاء کے متعلق میرے دماغ میں تھیں عملی صورت اختیار نہ کر سکیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ جوں جوں انکی زندگی کے ایام قریب آتے تھے۔ الحکم کے احیاء کیلئے کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ آخر آپنے الحکم کی زیر باریوں کو دور کرنے اور اسکے آئندہ باقاعدہ اجراء کے کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور مجھ سے تمام مطالبات زندگی الحکم اور بجٹ الحکم کی فہرست لیلی۔ اور سالانہ جلسہ پر خود آپنے ۶ ہزار روپیہ کی اپیل کی۔ جن الفاظ میں حضرت نے اس اپیل کو کیا وہ اب تک بھی قوم کے کانوں میں گونجتے ہوں گے۔

اسی اثناء میں مجھے پھر سفر درپیش آیا۔ والا حضرت کا ارادہ تھا کہ جنوری ۱۹۱۴ء سے الحکم جاری ہو جاوے۔ مگر یہ تجویز میری واپسی تک معرض التوا میں رہی۔ ۱۴- فروری ۱۹۱۴ء کو میں واپس آگر جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے الحکم کے جاری ہونے پر ملامت کی اور سخت ملامت کی۔ میں نے صاف الفاظ میں عرض کیا کہ اس کام کو

آپ ہی نے اپنے ذمہ لیا تھا میرا کیا قصور ہے۔ اس پر آپنے مجھے فرمایا کہ ۶ ہزار روپیہ میں دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی مفتی فضل الرحمن صاحب کو جو اس وقت موجود تھے۔ حکم دیا کہ میاں کو بلاؤ۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب بلائے گئے۔ جو مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تھے لوگوں میں عجیب تہلکہ مچ گیا۔ کہ میاں صاحب کو غیر معمولی طور پر کیوں بلایا گیا۔ اور پھر یہ کہ پرائیویٹ ارشاد فرمائینگے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے تشریف لانے پر الحکم کے اجراء کا کام ان کے سپرد کر دیا اور یہ بھی فرمایا۔ کہ

ایک ہزار روپیہ تو ابھی لو۔

چنانچہ اس کے بعد دو ہفتہ کے اندر الحکم جاری ہو گیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی معرفت وسیع تھی اور اسلئے نہایت ادب اور احترام وہ حضرت خلیفۃ المسیح کا کرتے تھے۔ انہوں نے روپیہ کا مطالبہ تو نہ کیا۔ پہلا کام

الحکم جاری کرانے کا کیا!

چنانچہ الحکم اس وقت سے اب تک جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہیگا۔ یہ واقعات میں نے محض اس غرض سے لکھے ہیں تاکہ احباب کو معلوم ہو جاوے کہ **حضرت خلیفۃ المسیح** رضی اللہ عنہ الحکم کیلئے کیا جوش اور تڑپ رکھتے تھے۔

میں جذبات کو بھڑکانے والے الفاظ میں کوئی اپیل نہیں کرنا چاہتا کیونکہ حقایق شناس قوم کی رہنمائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے **آخری اپیل** جو قوم سے کیا ہے وہ الحکم کیلئے **۶ ہزار روپیہ کا اپیل ہے۔** اور اپنی زندگی کے ایام میں اس چھ ہزار کے ادا کرنے کا خود وعدہ کیا۔ اور ابتدائی کام کیلئے **ایک ہزار فوراً عند الطلب** دینے کا حضرت صاحبزادہ صاحب کو حکم دیا ایسی صورت میں قوم اپنی ذمہ داری کو بخوبی سمجھ سکتی ہے الحکم کی ذمہ داری اپنی جگہ بہت ہی کم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی خلافت کے ساتھ ہی الحکم کی امانت خلیفہ ثانی کو دیدی ہے۔ اور میری درخواست پر نہیں کسی اندرونی تحریک پر آپنے ایسا فرمایا۔ جسکے نتائج اور حقایق سے میں ناواقف ہوں پس جو ذمہ داریاں الحکم کے مالی حصہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ اپنے ذمہ رکھتے تھے وہ عملاً حضرت خلیفہ ثانی کے سپرد کر چکے ہیں۔ مگر کیا حقیقت پسند قوم۔ فرض شناس قوم۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالی قوم کی حمیت و غیرت یہ گوارا کریگی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ آخری وعدہ یہ آخری خواہش معلق رہے وہ اس مالی ذمہ داری کو دسمبر ۱۹۱۴ء کے جلسہ پر قوم کے سپرد کر چکے ہیں۔ اور اب قوم اسکے لئے ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔ میں قوم سے بطور اپیل کرتا اور بار بار کرتا تو بھی میرا حق تھا۔ لیکن واقعات نے صورت بدل دی ہے۔ میں قوم سے اسکے امام اور خلیفہ

کے وعدہ کا ایفا چاہتا ہوں۔

میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ سعادتمند روحیں جو حضرت خلیفۃ المسیح کی اس اپیل کا عملی جواب دینے کیلئے مالی قربانی کریں گی۔ وہ اسکی روح کو فردوس بریں میں بھی خوش کرینگی۔ میں نے ان واقعات کو اسی خیال سے قوم کے سامنے رکھا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ احسان شناس قوم اپنے مرحوم امام کی اپیل کا اسکی وفات کے بعد بھی اس کشادہ دلی سے جواب دے جیسے وہ اس کی زندگی میں دیتی تھی۔ کیونکہ اخلاص اور محبت کا یہی تقاضا ہے پس اگر تمہاری محبت اور غیرت کی حسیں مر نہیں گئی ہیں اور یقیناً زندہ ہیں

اگر احسان شناسی تمہاری فطرت میں ہے اور ضرور ہے تو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والو **نورالدین کی صدائے گور کو سنو اور الحکم کا چھ ہزار روپیہ کا مطالبہ دیدو۔**

ابتدائی اخراجات کیلئے تو ایک ہزار کی فوری ضرورت ہے پس سب سے اول میں ایک سو آدمیوں کے **سامنے نورالدین کے وعدہ ایفاء کیلئے دست سوال دراز کرتا ہوں کہ انہیں کا ہر ایک دس دس روپیہ بھیجدے برادران یہ میرے اور** آپ دونوں کے امتحان کا وقت ہے الحکم زندہ رہیگا۔ اور انشاء اللہ ضرور رہیگا۔ مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جنکے اموال اسکی زندگی کیلئے کام آئیں گے کیونکہ

حضرت خلیفہ ثانی کو بھی دعا کیلئے تحریک ہو گی!

میرا بھی اپیل صرف ایکہزار فوری مطالبہ کیلئے ہے ہر ایک انجمن جو حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کی بیعت کے بعد خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کر چکی ہے اس فوری ضرورت کیلئے پچاس پچاس روپیہ بھی دیدے تو بیس انجمنیں ہی اس ضرورت کو پورا کر سکتی ہیں۔ بہرحال میں تمام ان احمدی انجمنوں اور خریداران الحکم کو جو حضرت خلیفۃ المسیح کے بعد حضرت خلیفہ ثانی کے دامن سے وابستہ ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس چھ ہزار کو پورا کریں اور اس میں سے ایک ہزار فوراً دیدیں۔ اور یہ موقعہ نہ آنے دیں۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی اس کے لئے خود اپیل کریں؟ تمہاری غیرت اور محبت کا اب یہ تقاضا نہیں ہونا چاہیئے کہ

تم انہیں اپیل کیلئے آمادہ کرو

میں یہی کہدینا چاہتا ہوں کہ الحکم کا مالی انتظام کلیۃً حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ میں حضرت نے سپرد دے گئے ہیں۔ ہر ایک روپیہ جو الحکم کی اعانت کیلئے آتا ہے یا آئیگا۔ وہ حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اور یہ دعا کیلئے بہتر ذریعہ ہے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دو۔ آخر میں پھر ایکبار کہنا چاہتا ہوں کہ میں قوم سے یہ **چھ ہزار روپیہ کا مطالبہ** محض اس بنا پر کر رہا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اس ضرورت کو آپ تمہارے سامنے پیش کیا۔ اور وعدہ کیا کہ میں دیتا ہوں۔ تمہاری آرادت تمہارا اولی تعلق اجازت نہیں دیسکتا کہ

"تم یہ چھ ہزار نہ دو!"

"دو اور جہاں سے جی چاہے دو" میں تو اسے اپنا صحیح اور جائز مطالبہ سمجھتا ہوں۔ پس

ایک ہزار فوراً دو

اور باقی یہی دسمبر تک پورا کرو۔ تاکہ سالانہ جلسہ پر یہ مطالبہ باقی نہ رہے۔

تمام رقوم حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے نام بھیجو"

اور میں تو اس شعر کا مصداق ہوں ع

بنا کر فقیروں کا بھیس ہم اے غالب!
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں!

کلمات طیبات یا حضرت فضل عمرؓ کے ملفوظات

(بقیہ دربار شام ۹- اپریل ۱۹۱۴ء)

خاتم النبیین

فرمایا:- پھر کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں تو خاتم النبیین آیا ہے آپؐ کے بعد پھر کوئی نبی کیونکر آسکتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کوئی ایسا نبی آیا جو اس مہر نبوت کو توڑتا اور یہ نبوۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہم پیش کرتے ہیں یہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ قرآن مجید ہی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اور بعثت کا ذکر ہے۔ جہاں فرمایا۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اور کیا الہامی اعتراض کرنے والے یہ نہیں مانتے کہ یہ پیشگوئی مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے جب یہ کھلی ہوئی بات ہے تو اس پر اعتراض کیسا؟ پھر میں کہتا ہوں کہ توراۃ میں تو لکھا تھا کہ یہ شریعت قیامت تک رہے گی اور مسیح نے بھی آکر کہا کہ میں ایک شوشہ شریعت کا منسوخ نہیں کرسکتا۔ تو کیا توریت کے بعد سلسلہ ہدایت کا بند ہوگیا؟ اب توریت کی اس شریعت اور اس وعدہ کو ہم الیوم اکملت لکم دینکم کے مقابلہ میں رکھ کر کہیں گے کہ وہ وعدہ الٰہی اپنی جگہ پر درست تھا اسکی تکمیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی جبکہ کمالات نبوۃ کا اتمام ہوا۔ غرض جب تک تشریح نہ کی جاوے انسان مشکلات میں پڑتا ہے۔ جو لوگ نبوۃ کی بحث کرتے ہیں۔ وہ حقیقت سے واقف نہیں ہوسکتے۔ ایک طرف تو لفظ پرستی کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف پھر لفظوں کی پرواہ نہیں کرتے!

غور کرو جو نبی بھی دنیا میں آیا اس کو رسول کہا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی کہا۔ مگر کیا وہ رسالت یا نبوت برابر کی شان رکھتی ہے؟ پھر حضرت مسیح موعود پر جب خدا تعالےٰ کی وحی میں نبی کا لفظ بولا گیا تو اعتراض کیوں ہوتا ہے۔ جو معیار وہاں ہے وہی یہاں ہے؟ ہاں ایک فرق ہے۔ اور وہ خود خدا تعالیٰ کی وحی نے ہی کردیا ہے۔ کل برکتہ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم یہ نہیں کہا کہ کل برکتہ من موسیٰ؟

پس کہنے الفاظ میں فرق ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام ایک شاگرد۔ شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر ہی ہوجاوے یا بعض صورتوں میں بڑھ ہی جاوے مگر اُستاد بہرحال استاد ہی ہے۔ اور شاگرد شاگرد ہی ہے؟

خوب سمجھ لو کہ محض رسالت کے لحاظ سے مسیح موعود موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں فرق نہیں۔ لیکن عہدہ اور مراتب کے لحاظ سے بہت بڑا فرق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ آقا محسن اور مخدوم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے خادم۔ شاگرد۔ اور غلام ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسے شاگرد اور غلام ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات نبوت کی دلیل اور نشان ہیں۔

الہام۔ رسالت اور نبوۃ کے لفظی اطلاق کی وجہ سے سب کو ایک ہی کہا۔ مگر حقیقت مدارج کے لحاظ سے ایک کو معلم اور دوسرے کو شاگرد کہا۔

میں اور بھی کھول کر بتاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک عکس اور سایہ ہیں۔ آئینہ کے مقابلہ میں جب کوئی خوبصورت شکل ہو تو وہ آئینہ میں ہو بہو نظر آتی ہے۔ اور اس تصویر میں کچھ فرق بھی نہیں ہوتا۔ مگر پھر دیکھو اسکی مستقل ہستی کچھ بھی نہیں۔ وہ ذرا سامنے سے ہٹ جاوے تو وہاں کچھ بھی نہ ہوگا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آئینہ میں نمایاں ہوا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک حقیقت ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام آپکے مقابلہ میں ایک سایہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اصل ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام اس کا عکس یا ظل ہیں اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف چلا جاوے۔ تو اسکی کچھ بھی حقیقت نہیں رہتی۔ اور اگر ماتحت اور کامل متبع ہو تو پھر سب کچھ ہوجاتا ہے

فنافی الرسول

کسی نے کہا کہ کیا یہی مقام فنافی الرسول ہے؟ فرمایا یہ غلط ہے فنافی الرسول کیا ہوتا ہے یہ تو بقاء باالرسول ہوتا ہے۔ فنافی الرسول ادنےٰ درجہ ہے!

شرعی نبی

کسی نے عرض کیا کہ اربعین میں لکھا ہے کہ میں شرعی نبی ہوں۔ کیونکہ میرے الہامات میں بھی امر اور نہی ہیں۔ فرمایا۔ اس میں بھی وہی بات ہے۔ جو اصل اور ظل میں ہے۔ جیسے آپ کی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوۃ ہے ویسے ہی آپ کی شریعت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔ مستقل طور پر تو آپ کچھ بھی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر معلق ہوگا تو وہ لائیگا۔ اب مسیح موعود ثریا سے ایمان لانے والا ٹھیرا مگر یہ وہی ایمان ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بالذات سے ایمان کے دینے والے تھے اور مسیح موعود علیہ السلام اس ایمان کو ڈھونڈ کر لانے والے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی تشریح حضرت صاحب کے اس الہام میں بہت صاف ہے۔ کل برکتہ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام شاگرد۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں قرآن مجید بالکل اٹھ گیا تھا۔ مسیح موعود اسے پھر لایا ہے جو شریعت گم ہوگئی تھی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر لاکر دی۔

انبیاء کا کام خدا تعالےٰ کے ساتھ دلی تعلق پیدا کرنا ہوتا ہے۔ یہی مسیح موعود نے کیا اور ایک جماعت کو خدا تعالےٰ پر ایمان پیدا کرادیا۔

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں جو حفظ مراتب نہیں کرتے۔ اگر اس قسم کی باتوں کو مدنظر رکھا جاوے کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ میں خاکی ہوں نہ آدم زاد ہوں" تو پھر ایسے نادان تو کہیں گے کہ آدم زاد انسان گناہ بھی کرتا ہے اور بالآخر مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر بھی زد ہوگی۔ کیونکہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے:-

"میں تو نالائق بھی ہوں کے پاگیا درگاہ میں بار"

ایسے احمق کہیں گے۔ کہ حضرت صاحب خود اپنے آپ کو نالائق کہتے ہیں۔ ہم اس کے خلاف کیوں کہیں تو یہ سخت بے ادبی اور گستاخی ہوگی۔ حفظ مراتب کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے اور ادب کو چھوڑنا نہیں چاہیئے الطریق کلہ ادب۔ جو شبہ وہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ **وہ ہے میں چیز کیا ہوں**۔ اس کو بھی تو انہوں نے نہیں سمجھا اگر وہ غور کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ اس میں حقیقت موجود ہے اور اس سے تصدیق پائی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے الہامات کو پڑھکر ایک نادان کہہ سکتا تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے اسلئے آپ نے فرمایا۔ میری تو کوئی ہستی اس پاک وجود کے بالمقابل نہیں ہے۔ اور پھر یہ بھی بتادیا کہ میری شان جو کچھ بھی ظاہر کیگئی ہے یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی تجلی اور ظل ہے اور اسطرح پر اپنے آپ کو مظہر اتم ثابت کیا۔ اسی طرح پر

یک قطرہ زبحر کمال محمد است ۔ و خاکم ستارہ کوچۂ آل محمد است

کی تشریح سمجھ لو"

چونکہ شاگرد کو استاد کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے اسلئے استاد کی اولاد بھی عزیز اور محبوب ہوتی ہے۔ مگر جن کو استاد کیساتھ ہی کوئی تعلق نہیں وہ اس کی اولاد کے ساتھ کیا تعلق رکھ سکتے ہیں۔

پس مسیح موعود جو کچھ کہتا ہے وہ محبت کے جذبہ میں کہتا ہے۔ آپ تو اپنے محبوب کے در و دیوار بھی پسند اور پیارے ہیں اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ کہنے والا در و دیوار سے بدتر ہوگیا"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ظہور

فرمایا:- قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو ظہور ہوں گے۔ اور آپ دو مرتبہ تعلیم دیں گے۔ جیسے فرمایا ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیۃ اور اسی کے ساتھ فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اور مفسرین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ والا گروہ وہی ہے جو مسیح موعود کے ساتھ ہوگا۔ اور حضرت صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ جو برکتیں صحابہ پر نازل ہوئی تھیں وہی برکات انسان میری اتباع سے بھی پاسکتا ہے چنانچہ حضرت صاحب کو بھی یہ الہام ہوا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

اور حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا یہ بھی اتباع ہے۔ حضرت صاحب نے یہ جو فرمایا کہ کوئی برکت اور فیض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نہیں ملسکتا۔ اور آپ گویا کامل اتباع نبوی کے ایک کامل نمونہ اور مظہر آت محمدیہ کا ایک مجمع تھے۔

حضرت صاحب نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے آنیکے ساتھ پہلے نبیوں کو زندہ کرے گا۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جسکو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اسلئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ حضرت صاحب کے ماننے کے بغیر نبوت ثابت ہی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کہے کہ قرآن شریف معجزہ ہے تو یہ معجزہ بھی تو مسیح موعود کے آنیسے زندہ ہوا۔ قرآن مجید نے جو دعوے کئے تھے انکا عملی ثبوت اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ہی ملا۔ مثلاً قرآن مجید کہتا ہے کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اب حضرت مسیح موعود نے عملی طور پر دکھادیا کہ خدا انکی دعائیں قبول کرتا ہے قرآن مجید نے بتایا انا لننصر رسلنا والذین امنوا الآیۃ حضرت صاحب کی نصرت ہوئی اور اس نصرت نے ثابت کیا کہ اللہ تعالےٰ اسطرح نصرت فرماتا ہے پھر قرآن مجید میں دشمنوں کے غالب رہنے کا ایک نشان بتایا حضرت صاحب کو ہر مقابلہ پر غالب کیا۔ غرض نہ ایک نشان کیساتھ بلکہ ہزاروں تائیدوں اور نشانوں کے ذریعہ قرآن مجید کی سچائی ثابت کی اور اسی ثبوت پر تمام انبیاء کی رسالت اور نبوت اس زمانہ میں ثابت ہوئی

اس سے پہلے قرآن مجید کی سچائی کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔

جناب مولوی محمد علی صاحب کیخدمت میں نیاز نامہ

نمبر (۲)

مولانا! صاحب بڑی خوشی ہوئی کہ میرا پہلا عریضہ اخبار کے ذریعہ آپ تک پہنچ گیا اور جماعت نے بھی اس کو توجہ سے پڑھا۔ میرا خیال ہے کہ آئندہ پیغام کے ذریعہ یہ کوشش نہیں کیجائیگی کہ پرانی اور دقتی باتوں کو پیش کیا جاوے کیونکہ اس میں بڑی دقت پیش آئیگی۔ لیکن محترم مولانا! یہ کیا ستم ہوا اور آپ کے دیکھتے ہوئے ہوا کہ آپ کی نسبت مجدد دین کا الہام شایع کیا گیا۔ کیا آپ جسقدر عرصہ قادیان میں رہے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی نسبت یہ الہام سنا تھا؟ اگر نہیں سنا اور دیکھا تو آپ کی غیرت اور تقویٰ نے کیوں پسند کیا کہ آپ پیغام کے ذریعہ اس غلط فہمی نہیں غلط بیانی اور افترا کو جو مسیح موعود پر کیا گیا ہے رد نہ کریں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ضرور یہ کوشش کرینگے (۲) مولانا اس امر میں آپ میرے ساتھ بلکہ کل جماعت کیساتھ متفق ہونگے کہ حضرت مسیح موعود یا خلیفۃ المسیح کو ہمنے محض اس وجہ سے قبول نہیں کیا تھا کہ فلاں ایم۔ اے یا بی۔ اے نے اس کو قبول کیا تھا۔ بلکہ حق سمجھکر اور حق یقین کرکے ہم ان کے ساتھ ملے اسلئے اگر آپ یا کوئی اور خلافت راشدہ کا انکار کرے تو محض آپ کی شخصیت ہمارے لئے سنگ راہ نہیں ہو سکتی۔ اور آپنے دیکھ بھی لیا کہ جب آپ کی آواز حق کے خلاف اٹھی تو لوگوں نے اُسے محض ناقابل التفات سمجھا اور آپکو معلوم ہو گیا کہ اس آواز میں کتنی کشش باقی ہے (۳) مولانا آپ نے جماعت کی روحانیت اور اخلاص کا اندازہ غلط کیا تھا۔ جبکہ آپنے مسجد نور میں کھڑے ہو کر کہا کہ میرے ساتھ یہاں سے ایک جماعت نکلے گی مگر آپ نے دیکھا کہ آپکا یہ ارشاد بالکل خلاف واقعہ تھا۔ آپنے کہا تھا کہ مجھ سے اگر مسجد کی عمارت کی کنجی بھی لیجاوے تو میں حاضر ہوں۔ مگر آپنے تو بتا دیا کہ آپ اپنی مرضی کے خلاف حق سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ پر غضب آدمی ہیں اور ضبط کی طاقت آپ میں نہیں۔ آخر انسان ہیں انسانی کمزوریوں سے بری نہیں۔ اپنی طبیعت کے خلاف ذرا سی بات ہونے پر آپ ردّ و قدح کرتے تھے مگر یہانتک مجھے امید نہ تھی اگرچہ یہ سچ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے عہد میں بھی آپنے ایک مرتبہ چلے جانے کی دھمکی دی تھی اور خلیفۃ المسیح نے جو جواب دیا تھا وہ آپ کو خوب یاد ہوگا باوجود ان باتوں کے میں نہیں سمجھتا تھا کہ آپ بچوں کیطرح ضد کرینگے یہ آپ کے وقار کے خلاف ہے۔ (۴) مولانا میں نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مضمون میں یہ بات بڑے تعجب سے پڑھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم نے جب بیعت لینا منظور کر لیا تو دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اپنا عقیدہ ظاہر فرمایا اور پھر بھی بعض حضرات کے نام لیکر کہ اگر انپر جماعت متفق ہوتی تو میں بھی خوشی سے انکی بیعت کر لیتا۔ اور پھر فرمایا کہ جن لوگوں کو میرے ساتھ عقاید میں اتفاق ہو وہ بیشک میری بیعت کر سکتے ہیں اور جن لوگوں کو اتفاق نہ ہو وہ نہ کریں!" مولانا آپ تو قادیان میں موجود تھے کیا ڈاکٹر صاحب کی تائید کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ حق کی تائید کرنیکے لئے اتنے ہی دلیر ہیں جیسا کہ آپ ظاہر کرتے ہیں۔ تو کیا آپ پیغام میں یہ لکھنے کی جرأت کریں کہ

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے یہ افترا کیا ہے

اور یا آپ انکی اس تحریر یا حضرت خلیفۃ المسیح کی کسی تقریر سے جو اس موقعہ پر کیگئی اور چھپی ہوئی موجود ہے ثبوت دیسکتے ہیں۔ مولانا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مضمون سنانے میں جو غلط کارروائی کی دھ پہلے ہی انپر ایک بوجھ تھا۔ اور اب یہ ایک اپنی پوزیشن سے گری ہوئی بات کہدی۔ لوگ منتظر ہیں کہ دیکھیں پاک نمبر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں یا اصرار؟ مولانا! ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب سے اس کاغذ کا پتہ پوچھا جسکا ذکر انہوں نے اپنے مضمون میں کیا۔ آپ کے غیر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے اس فہرست کو مانگا جو نصف سے زیادہ لوگوں کی ان کے پاس تھی۔ مگر ابتک تو انہوں نے اپنی ان باتوں کا ثبوت نہیں دیا۔ آپ کیوں ان کے بیانات کی تردید نہیں کرتے۔ مولانا آپ نے جو کفر و اسلام کی بحث کی ہے لوگ کہتے ہیں کہ آپنے ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب سے اس مسئلہ میں فیض حاصل کیا ہے اور آپ کو لینے کچھ مناسبت بھی ہے کیونکہ اسبات کے ماننے میں ہمیں کوئی تامل نہیں کہ حوزہ تجارتی اصول پر ہی سہی مگر ڈاکٹر عبدالحکیم نے اوزیری طور پر بلا معاوضہ کے سلسلہ کی خدمت کی اور قرآن مجید کا اردو اور انگریزی ترجمہ شایع کر دیا۔ اور آپ دو سو روپیہ ماہوار سے زاید روپیہ لیکر یہ کام کر رہے ہیں۔ اور ابتک کر رہے ہیں انہوں نے اپنے خرچ اور لاگت سے چھپوایا۔ آپ کا ترجمہ قومی روپیہ اور چندہ سے شایع ہو گا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے تنہا یہ کام کیا مگر آپ کی مدد کیلئے ایک عارضی شاخ بھی ہے۔ غرض ڈاکٹر صاحب سلسلہ کے ایک خادم تھے مگر انہیں بھی یہی ابتلاء کفر و اسلام کا پیش آیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود نے انہیں خارج کر دیا باوجودیکہ وہ مسیح الزمان ہی کہتا رہا لیکن حضرت اقدس نے اسکو الگ کر دیا بدقسمتی سے اب وہی کفر و اسلام کی بحث آپ نے چھیڑی ہے مولانا! ہمارے ذیل کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں کیا آپ فرق کر کے دکھا سکتے ہیں۔ کہ آپ میں اور ڈاکٹر میں کیا فرق ہے؟

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے مطالبات اور مولوی محمد علی کے خیالات

(عبدالحکیم) اول یہ کہ امت محمدیہ میں جو لوگ ہماری تکذیب کرتے اور ہمیں صریحًا کافر کہتے ہیں انکے ساتھ تو بیشک نماز نہیں ہو سکتی مگر جو لوگ ہمیں صریحًا کافر نہیں کہتے ان تمام کو کافر نہ سمجھا جاوے بلکہ حسن ظنی سے کام لیا جاوے اور ان کے ساتھ نمازیں پڑھنے کی اجازت دیجاوے تاکہ ہماری تبلیغ اسان اور وسیع ہو سکے (ذکر الحکیم نمبر ۲- نمبر ۳) (مولوی محمد علیصاحب) اتنی جرأت نہ کرو کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دو۔ تمہارا سلسلہ اس سے نہیں پھیلے گا۔ بلکہ اس سے سخت روک ہو جائیگی (اعلان ضروری ص۱) ایک گروہ وہ ہے (مولوی محمد علی رضہ) جو غیر احمدیوں کو سوائے ان کے جنہوں نے خود مسلمانوں کو کافر کہا کافر کہنے سے انکار کرتے ہیں۔ یہ گروہ اس عقیدہ کو خود اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی اشاعت کیلئے مہلک سمجھتا ہے (پیغام ۲۴ مارچ ۱۴ نمبر ۲) (عبدالحکیم) کیا تو وہ وقت تھا کہ آپ مولویوں پر طنز کیا کرتے تھے کہ وہ کلمہ گویوں کو کافر کہتے ہیں اور قول امام نقل کیا کرتے تھے کہ جس شخص میں ۹۹- اجزا کفر کے ہوں اور ایک جز اسلام کا اسکو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے۔ میں اس تعلیم پر قایم ہوں اور آپ اس سے مرتد ہو گئے ہیں (یہ مرتد ڈاکٹر حضرت مسیح موعود کو کہہ رہا ہے ایڈیٹر) (مولوی محمد علی صاحب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین پر بار بار الزام دیا کہ اگر تمہیں ۹۹ وجوہ کفر کے اور ایک وجہ اسلام کی معلوم ہو تو پھر بھی کسی کو کافر نہ کہو اب تم خود اس الزام کے نیچے نہ آؤ (اعلان ضروری ص۱) (عبدالحکیم) میں آپ کو صحیح الایمان مانتا ہوں آپکے الہامات کو مانتا ہوں آپ محض ایک تمثیلی نبی میں اور بس۔ اس سے (ایڈیٹر غلو ہے (صفحہ ۱۴) (مولوی محمد علی صاحب) دوسرا گروہ جزوی اور ظلی (نبی یقین کرتا ہے ایڈیٹر) اور یہ دوسرا گروہ خیال کرتا ہے کہ غلو کا نتیجہ ہلاک ہو گا اور سلسلہ کی بنیاد غلط اصول پر پڑ جاویگی (تقریر مولوی محمد علی صاحب مندرجہ پیغام ۱۳- مارچ) اس فریق اول کے خیالات کی تردید از بس ضروری ہے"

یہ موازنہ بہت لمبا ہو سکتا ہے اور انشاء اللہ اگر ضرورت پڑی تو اسے کہونگا اور بیان کرونگا۔ مولانا اب آپ ہی بتائیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان سے بڑھ کر آپنے کیا پیش کیا ہے۔ ہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جیسے اب ہمارے روٹھے ہوئے بھائی اپنی خدمات کا ذکر کرتے ہیں خود ڈاکٹر عبدالحکیم نے بھی پہلے یہی سلسلہ شروع کیا تھا۔ کہ میں نے حضور کی تائید میں جو نمایاں خدمت کی ہے وہ یہ ہے کہ قریبًا ۶ ہزار روپیہ صرف کر کے قرآنی تفاسیر اردو و انگریزی میں شایع کی جسمیں حضور کے متعلق تمام تائیدی مضامین جو مختلف کتابوں میں شایع ہوئے موقعہ بموقعہ درج کر دیئے ہیں"۔ اسقدر مصارف کثیر کے واسطے کوئی چندہ بھی طلب نہیں کیا بلکہ اپنی ذات اور اپنے اہل عیال کے کھانے میں ہر طرح حتی الامکان تنگی کر کے اپنی تنخواہ اور سفید عام کی آمد سے یہ کام کیا" ایسی حالت میں قابل غور سوال یہ ہے کہ وہ نمایاں خدمت کونسا ہے جو ہمیں تو جتاتے ہیں مگر آپ ہیں تو یہ باتیں ڈاکٹر عبدالحکیم ہی کہہ چکا ہے اور اس نے حضرت مسیح موعود کو لکھیں تھیں ہاں ڈاکٹر کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپکی وسعت خیالی کا قائل تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"یہ جو تجاویز انتراح صدر اور عالی ظرفی سے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے شایع کی تھی۔ کہ ریویو آف ریلیجنز میں عام اسلامی مضامین شایع ہوا کریں اور خاص مضامین جو آپ کی ذات سے متعلق ہیں وہ ایک علیحدہ ضمیمہ میں شایع ہو جایا کریں اس سے ہمارے مشن کی تبلیغ بہت جلدی اور عمدگی سے پھیل سکتی ہے اور قرآن مجید کی روشنی مدار نجات یہی اللہ پر ایمان اور اعمال صالحہ ہیں" اور اب آپنے اس عالی ظرفی کا ثبوت دیدیا۔ کہ کہدیا قل اللہ ثم ذرھم۔ اللہ منوا کر چھوڑ دو۔ رسالت تو دور کی بات تھی، اعمال صالحہ سے بھی چھٹی ہوئی۔ یہ قرآن مجید کے وہ معارف ہیں جو لا یمسہ الا المطہرون کے استثناء کے نیچے آپکر کھلے ہیں مولانا بیشک آپ کو یہ برا معلوم ہوتا ہے مگر آپکے خیالا باطلہ کی تردید ہمیں کرنی پڑتی ہے مگر جیسے آپ حق کیلئے خلافت سے علیحدہ رہنا ایک حق سمجھتے ہیں اور اس کا دوسروں کو وعظ کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں ایک تفرقہ پیدا ہو جانے کی بھی پرواہ نہیں کرتے؟ تو پھر ہمیں ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کہ خواہ مخواہ آپ کو اشاعت باطلہ کا موقعہ دیا جاوے اور اتنی اخلاقی وسعت دکھائیں۔ جو سلسلہ کے خلاف سننے میں بے حمیتی پیدا کرے۔ آپ اگر چاہتے ہیں کہ آپکی مخالفت ہو تو آپ کو خود خاموش ہو جانا چاہیئے۔ اور اپنے دوستوں کو بھی یہی تعلیم دینی چاہیئے ورنہ یہ سلسلہ آپنے پیدا کیا ہے البادی اظلم کے مصداق آپ ہوں گے" مولانا! یہ عریضہ پھر لمبا ہو گیا معافی چاہتا ہوں باقی پھر عرض کرونگا۔ انشاء اللہ العزیز"

مولوی صدر الدین صاحب کا خط

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں ایک آدھ دن کے لئے قادیان میں آیا تھا۔ کہ چارج دے جاؤں۔ ایک خوش خبری سکول کے متعلق جسکو انسانی نگاہ میرے قیام کے ایام کی آخری خوش خبری کہہ سکتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ کے اصحاب کیلئے درج اخبار کر کے ممنون کریں۔

"اس سال کے سالانہ امتحان کے نتیجہ پر چار سو روپیہ ماہوار کے قریب امداد سرکاری منظور ہوئی ہے پچھلے سال سو ڈیڑھ سو ماہوار کے قریب زیادہ ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ چار سو روپیہ کی امداد سرکاری اور چار سو روپے ماہوار فیس آتی ہے۔ مدرسہ کی بنیاد خدا کے فضل سے مستحکم ہے۔ یہ روپیہ ماہوار خرچ سے بڑھ جاتا ہے کسی قسم کا اندیشہ مدرسہ کو نہیں ہے امید ہے یہ نوٹ اصحاب سلسلہ عالیہ کی تشویش کو دور کرنے والا ہو گا۔

(خاکسار صدر الدین ۲۷- اپریل ۱۹۱۱ء)

مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ اور پیغام پر اظہار نفرت

میں نے چاہا تھا کہ اس سلسلہ کو بند کر دوں اور اب بھی پسند نہیں کرتا کہ اظہار نفرت کے خطوط کو چھاپنے کا سلسلہ جاری کروں۔ لیکن خطوط اسقدر کثرت سے آرہے ہیں اور اس تائید سے آرہے ہیں اور اس تاکید سے آرہے ہیں کہ میں مجبور ہوتا ہوں۔ میری دانست میں عملی اظہار نفرت جو شروع ہوا ہے یہ بہترین علاج ہے۔ پیغام نے جس مقصد کو زیر نظر رکھکر اپنے اجراء کا اعلان کیا تھا۔ وہ ناظرین کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ وہ بالکل خیالی اور دل خوش کن تھا۔ اس اخبار کی غرض محض جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا تھا یہ الزام دوسروں کو دیتا تھا۔ خود اسی کا شکار ہو گیا۔ جماعت کے سمجھدار افراد نے اس کو سبق دینے کا بہترین طریق اختیار کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ اسے بند کر رہے اور حقیقت میں کیا ضرورت ہے کہ تو اپنا روپیہ گانیاں سننے پر خرچ کرے۔ پس جو لوگ نفرت کے خطوط بھیج رہے وہ اب اس طرف توجہ کریں۔ اور عملی اظہار نفرت کریں۔

(۱) کپورتھلا ایجنسی میں ۲۵ پرچے پیغام کے جاتے تھے بند ہو چکے ہیں

(۲) صوبہ بہار کے احمدیوں نے پیغام کو بائیکاٹ کر دیا ہے۔

(۳) مونٹ ڈپو سے ڈاکٹر یعقوب خان صاحب لکھتے ہیں کہ پیغام کو لکھدیا ہے کہ میرے نام اخبار بند کر کے بقایا قیمت واپس کرو۔

(۴) اندور سے میاں عبداللہ دالسکر کہا احمدیان لکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کے ضروری اعلان سے سخت رنج ہوا ہم اس کو رکھنا نہیں چاہیئے۔ دریا میں ڈالدیں یا واپس کریں

ایک خط بنام مولوی محمد علی صاحب

بخدمت جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ؎

سلب ایمان باقوال تو یک جا دیدم ✻ جمع اضداد باحوال تو پیدا دیدم ✻

کیا ریویو آف ریلیجنز کا نامور ایڈیٹر اور قرآن مجید کا شہرہ مترجم و مفسر ایسا لکھ سکتا ہے؟ (بار اول) خلافت قایم ہوا۔ خلافت کے بغیر چارہ نہیں۔

بغیر خلیفہ قوم کی ہستی معدوم! بے خلیفہ اتحاد محال! بیعت سبب پیروا عجب! ہم خلیفہ کے مرید ہیں۔ خلیفہ کا اتباع ضروری ہے۔

(بار دوم) خلافت قایم نہ ہو! خلافت کے بغیر انجمن کام کر سکتی ہے خلافت جائز نہیں۔ خلافت کی ضرورت نہیں۔ بیعت کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ کا وجود ترقی کا مانع ہے۔ ہم خلیفہ کے مرید نہیں ہو سکتے خلیفہ ہر گز نہ ہو۔ پھر خلیفے بہت ہوں۔ اچھا چار خلیفے ہوں۔ اچھا تین بھی! (ایک اور سہی) محمود خلیفہ نہ ہو۔ اچھا وہ بھی خلیفہ ہو! خلیفے بیعت ضرور لیں! ہم بیعت نہیں کرتے (ایک اور سہی) انجمن بیعت نہیں لے سکتی! خلیفے خدا بناتا ہے۔ اچھا انجمن خلیفے بناتی ہے۔ بیعت لینے کی اجازت دیسکتی ہے ؎

زعشوہ ہائے خودت فتنہ ہا بپا کردی ✻ بناز لاؤ نعم از خودم جدا کردی ✻

ثبوت خلافت کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ نے آیۃ استخلاف کا حربہ اگرچہ بیباسخا طر شعیان یا بکوف ماہران تاریخ توڑ ڈالا ہے۔ اور عمل صحابہ کو قانون مختص الزمان کے ماتحت کر دیا ہوگا۔ مگر عملاً مان لیا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ بالفعل ثبوت خلافت عدم اطاعت کا سامان کیا بنایا ہے۔ آنحضرت صلعم طاعۃ در معروف کا اقرار لیتے تھے۔ اور فرماتے تھے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ اس اصل پر بیعت کر کے بھی آپ کو خلیفہ کے ساتھ اختلاف کا اختیار باقی تھا۔ مگر آپ تو سرے سے اس راہ پر قدم زن نہ ہوئے۔ خلیفہ نے بھی جب طاعت در معروف کی شرط لگادی تھی۔ تو وہ آپکے لئے بھی بلا شرط خلیفہ نہ تھا۔ آپ بیعت تو کر لیتے اور تمام متخلفین کا بوجھ تو اپنے سر پر نہ لیتے۔ اور اس بیعت کا مصداق نہ ہوتے۔ شعر۔

چو آہن سوئے مقناطیس اگر خلقے بتو آید ✻ چو سنگ یا بعض النحل حی جہد از کہ بگریزم۔ والسلام (خاکسار غلام احمد از اوچ)

اپنوں سے الگ ہونے کا انجام

وطن لکھتا ہے کہ:۔ شیخ رحمۃ اللہ صاحب و ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ و ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ اسسٹنٹ سرجن صاحبان لاہور جو اپنے اور زمیندار و کامریڈ والہلال کے محب خاص خواجہ کمال الدین وکیل کوشن کی تائید میں ایک تبلیغ اسلام فنڈ پر قناعت نہ کر کے اپنی جماعت احمدیہ کے حصہ کثیر سے الگ اور بانی مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کے فرزند مرزا البشیر الدین صاحب کی خلافت سے علیحدہ ہو کر پھر ایک اور نیا فنڈ اشاعت اسلام کہولتے ہیں غالباً ایسی بے اعتنائی نہیں برت سکتے کیونکہ وہ زمیندار ٹرکش ریلیف فنڈ ٹرسٹ کے سرکردہ ممبر ہیں۔ اور انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی سرکاری رپورٹ سے جو صورت حال ظاہر ہوئی ہے اس کے متعلق جب تک وہ کوئی اطمینان بخش کیفیت دنیا کو نہ بتا سکیں۔ ان کے ڈوتا زہ فنڈ شاید ہی فروغ پا سکیں گے ہاں یہ دیکھکر کہ نئے حالات کی وجہ سے بظاہر خاں ان کے جدید فنڈوں کے اب چنداں سرسبز ہونیکی کوئی امید نہیں جو پہلے مل چکا سو مل چکا۔ وہ بھی چپ رہیں تو دوسری بات ہے کیونکہ جہاں تک پایا جاتا ہے متقدمان خلافت بشیری جنکی تعداد اب بہت بھاری ہو گئی ہے ڈاکٹر صاحبان اور ان کے رفقاء کے فنڈوں میں شاید ہی ایک حبہ کبھی چندہ دیں۔ ادھر عام مسلمانوں کی آنکھوں سے بھی طلسماتی پٹی کھل گئی ہے انہیں مذہب کی محبت اشاعت اسلام پر روپیہ خرچ کرنے کی تحریک کریگی۔ اور وہ نظارۃ المعارف قرآنیہ دہلی جماعت علمائے دیوبند۔ انجمن تبلیغ اسلام علیگڈھ کو چھوڑ کر ان معدودے چند افراد کے فنڈوں کیطرف کیوں مایل ہونگے جو سالہا سال سے مسلمانوں کے جنازہ تک میں شامل ہونے اور کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے سے محترز ہے اور اپنوں سے بھی آخر یہ سلوک کیا کہ اپنے پیر و مرشد کے بیٹے اور جماعت کے اکثر سرکردہ بڑے بوڑھوں سے الجھ پڑے۔

ہمارا ہائی سکول بدستور رونق پر ہے

ماسٹر صدر الدین صاحب نے خواہ مخواہ غلطی پھیلائی ہے کہ میرے جانیکے وجہ سے لڑکے سرٹیفکیٹ مانگ رہے ہیں۔ آج اس بارے میں ایک مراسلت شائع کیجاتی ہے۔ سکول کو خدا نے نہایت اعلےٰ اسٹاف دیا ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی موجود ہیں۔ اور عنقریب ایک اور بی۔ اے۔ بی۔ ٹی بھی آپ سن لیں گے۔

مکرم ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۲۰۔ اپریل ۱۹۱۳ء کے فضل میں تعلیم الاسلام بدستور رونق پر ہے" کی سرخی والا مضمون نظر سے گذرا۔ میں چونکہ دفتر سکول میں کام کرتا ہوں اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ عوام کو غلط فہمی سے بچانیکی خاطر ابتدائے ۱۳ء تا ۱۴ء داخل و خارج کی تعداد اور موجودہ کل تعداد طلبائے ہائی سکول شائع کروں اور ساتھ ہی یہ بھی چونکہ ماسٹر صدر دین صاحب کے بارے میں سمجھا جا رہا ہے۔ کہ خدانخواستہ آنجناب کے دارالامان قادیان کو ترک کرنے سے ہائی سکول بے رونق ہو جائیگا۔ بالکل غلط بلکہ شرکانہ خیال ہے۔

میں تقریباً ۹ سال سے کم و بیش قادیان میں رہتا ہوں۔ دو تین سال پہلے اس سکول کا طالبعلم بھی رہا ہوں۔ اس عرصہ میں بھی دیکھتا رہا ہوں کہ سکول ہمیشہ سے ایک مسلسل ترقی پر ہے۔ جناب ماسٹر صدر الدین صاحب تو پانچ سات ہے پانچ سال سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ اگر سکول کی موجودہ ترقی کا ذمہ دار صرف آنجناب کو ہی ٹھہرایا جاوے تو سخت غلطی کا ارتکاب ہوگا۔ ماسٹر صدر الدین صاحب یہاں اپنی الوداعی تقریر میں بالکل صحیح فرمایا تھا جسکا مفہوم غالباً یہ تھا کہ قادیان خدا کے مامور کا مقام ہے اسلئے یہاں کے کاموں کو انشاء اللہ ترقی ہی رہے گی۔ چاہے ذریعہ کیسا ہی معمولی سے معمولی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے سکول کو بقول ماسٹر صاحب موصوف اخلاقی اور تعلیمی طور پر نہایت ہی اعلےٰ سٹاف میسر ہوا ہے اور ترقی کا آنحصار اگر اسباب پر ہی رکھا جاوے تو اسباب بھی اعلےٰ سے اعلےٰ میسر ہے۔ پس یہ کسطرح ممکن ہے کہ باوجود اعلےٰ اسباب اور سب سے بڑھکر فضل ربانی اور تائید یزدانی شامل حال ہونیکے اور پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی خاص التفات ہونے کے سکول بے رونق ہو جائے۔ بلکہ میں ناظرین کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اب کے نسبتاً لڑکے بہت تھوڑے گئے ہیں اور نسبتاً بہت زیادہ لڑکے آئے ہیں۔

یہاں پر میں یہ بتا دینا بھی ضروری جانتا ہوں کہ جسقدر لڑکے یہاں سے گئے ہیں یا جن کے والدین نے اپنے لڑکے واپس منگائے ہیں۔ آج تک کسی نے یہ وجہ نہیں لکھی۔ کہ چونکہ ماسٹر صاحب موصوف تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے سارٹیفکیٹ بھیجدو۔ ہاں ممکن ہے کہ ان چند ایک لڑکوں نے اس قسم کی وجہ ظاہر کی ہو۔ جن کے سارٹیفکیٹ ماسٹر صاحب موصوف نے خود بنانیکا حکم دیا تھا۔ اب میں وہ تعداد درج کرتا ہوں:۔

اس وقت کل تعداد طلباء ہائی سکول ۳۴۲ ہے۔

ماہ اپریل ۱۴ء میں جو داخل ہوئے ۴۳۔ مارچ و اپریل ۱۴ء میں جو چھوڑ گئے ۲۷۔ ابتداء میں جو چھوڑ گئے ۵۰ پچھلے سال سے ۱۸ کم؟

بعض طلباء آئے ہوئے ہیں۔ مگر ابھی داخل نہیں ہوئے سارٹیفکیٹوں کا انتظار ہے۔ والسلام

(خاکسار فخر الدین احمدی ملتانی۔ کلرک ہائی سکول دارالامان)

Digitized by Khilafat Library

مُراسلات

(مولوی محمد علیصاحب کے رسالہ پر ریویو)

جناب مولوی محمد علیصاحب نے جو تفرقہ انداز رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کی زندگی میں ہی انکی وصیت کو سنکر اور پڑھ کر مخفی طور رکھا اور چھپوا کر یوم وفات پر تقسیم کرنیکے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ چنانچہ یہ رسالہ لاہور سے شائع ہوکر ۱۳- مارچ کی شام کو قادیان پہنچ گیا) (دیکھو پیغام صلح نمبر ۱۰۶- کالم ۲ صفحہ اول) وہ آخیر تفرقہ کا موجب ہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رسالہ کا قبل از وفات لکھا جانا اور معاً بعد وفات کے بجائے قادیان مرکز سلسلہ کے یہ عجلت لاہور سے شائع کرانا قابل غور امر ہے۔ اس رسالہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔

۱- خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ اسکی نسبت عرض حسب ذیل ہے

(۱) انتظام جماعت کیلئے اطاعت کا مسئلہ بڑا ضروری ہوتا ہے۔ اسلئے ایک شخص کو مطاع تسلیم کرنا قرآن شریف احادیث صحیحہ اور تعامل صحابہ کے بموجب ضروری ہے۔ انتظام کثرت بغیر وحدت کے نہیں ہوسکتا۔ نظام روحانی وجسمانی میں اللہ تعالےٰ نے ہر کثرت میں وحدت کو پسند فرمایا ہے اسلئے جماعت احمدیہ کیلئے بھی ایک شخص کو مطاع تسلیم کرنا لابدی ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعائیں کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ الوصیت صـ۵ چنانچہ اس کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ مظہر اول قدرت ثانی کے تھے۔ آئندہ بھی ہونگے۔

(۳) حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے جانشین خود کا ذکر اپنی وصیت میں فرمایا (دیکھو پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۹ء)

(۴) حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے تقریر لاہور ۱۹۱۲ء میں فرمایا۔ "میں جب مرجاؤنگا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جسکو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا"۔ برادران حوالہ جات بالا کی موجودگی میں **(خلیفہ کی ضرورت نہیں)** کے الفاظ کیسے بیہودہ اور بے دلیل ہیں فتدبروا

(ب) خلیفہ ہو تو مطابق الوصیت انجمن کی ماتحت ہو۔ اسکی نسبت حسب ذیل گذارش ہے۔

(۱) برادران الوصیت کا مطلب حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ سے بڑھکر سمجھنے کا کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا خواہ وہ مولوی محمد علی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم مغفور رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں "کہ وہ ہر امر میں میری اسطرح پیروی کرتا ہے جسطرح نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے اور میری رضا میں وہ فانی ہے"۔ چنانچہ رسالہ مذکور میں مولوی محمد علی صاحب نے بھی ایسا ہی تسلیم کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ اپنے اور صدر انجمن کے تعلقات کو اسطرح ظاہر فرماتے ہیں "ایسا ہی بعض لوگ صدر انجمن احمدیہ کے انتظامات پر اعتراض کرنیکے پیچھے پڑے رہتے ہیں سو تم سن لو کہ میرے اور صدر انجمن کے تعلقات دوستانہ اور پیری مریدی کے رنگ کے ہیں۔ میں انکا پیر ہوں اور وہ میرے مرید ہیں وہ محبت اور اخلاص کیساتھ میرے فرمانبردار

(ج) اگر خلیفہ ہو تو احمدیوں کو اسکی بیعت کی ضرورت نہیں

اسکی نسبت یہ التماس ہے کہ بیعت تو توبہ کا اقرار ہوتا ہے۔ تو یہ تو حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی دن بھر میں ستر بار کیا کرتے تھے۔ پھر احمدیوں کو کیوں اقرار توبہ سے انکار ہے۔ کیا یہ سیرت ابرار ہے وحدت اور سلسلہ کی لئے بیعت فرض ومردکی از حد ضروری ہے ملاحظہ ہو تقریر حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ الحکم جلد ۱۵ نمبر ۷ جنوری ۱۹۱۱ء چنانچہ الوصیت کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کے وقت جملہ ممبران صدر انجمن نے بیعت کی تھی اور اشخاص موجودہ اور آئندہ منتخب ممبران سلسلہ کیلئے اگر یہ مدعا بھی مولوی محمد علیصاحب کا برخلاف عقل ونقل ہے

(د) اگر خلیفہ ہو تو میاں محمود نہ ہو؟ کیونکہ انکی عمر کمال انسانی یعنے ۴۰ تک نہیں پہونچی؟ جواب اس اعتراض کا جواب ذیل پر غور کرو۔

(۱) حضرت عیسےٰ کو ۴۰ سال سے پہلے نبوت عطا ہوئی تھی۔ اسلئے خلافت پر عمر کا اعتراض فضول ہے (۲) حضرت مسیح موعود نے سبز اشتہار ۲۰- فروری ۱۸۸۶ء میں شایع فرمایا تھا "مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اسکا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا"۔ ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۶۶ پر فرماتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ میری ذریت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا وغیرہ ترياق القلوب میں حضرت اقدسؑ نے ان پیشگوئیوں کو صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے حق میں ہونا بیان فرمایا ہے اگرچہ ۳۵ سال سے قبل خدا تعالیٰ نے صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ بنایا ہے اور مخلوق کے دلوں کو اسکی طرف جھکا دیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا نشان عظیم پورا ہوا۔ (۱) دوسرا خلیفہ عمر رکھتا۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب ہی خلیفہ ثانی ہوئے۔ محمود اور بشیر ثانی اور فضل عمر رضؓ کا الہام پورا ہوا۔ (۳) ۴۰ سال سے قبل خلیفہ ہونے میں حضرت مسیح سے مشابہت وعدہ پورا ہوا اور احمدی جماعت کیلئے دعاؤں کا موقعہ آن پہونچا کہ خدا کرے جلدی دوسرے

(ہ) ایک نکتہ قابل یاد دلائے دیتا ہوں کہ بس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ:- میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ان کو قرآن شریف سے بڑا عشق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت تھی۔ ۸۰ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے ۲۲ برس خلافت کی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے (دیکھو بدر ۷ جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۹)

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر ستر قوموں کیلئے قابل غور ہیں۔ گویا یہ خواہش ہی مولوی محمد علی صاحب کی بیدلیل اور نامعقول ہے۔ باقی غیر احمدیوں کے متعلق مسئلہ کفر کی تقریر کیا گیا ہے۔ دردمند قوم مولوی صاحب سے دریافت کرے کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی چھ سالہ عہد خلافت میں کتنی دفعہ قوم کو آگاہ کیا۔ اور کیوں اپنے معتقدات صحیحہ کو انہوں نے پیش نہیں کیا تھا۔ یہ ہر دو امر قوم کو بتادینگے کہ اب اس مسئلہ کو مسئلہ خلافت سے وابستہ کرنا کیا مقصد رکھتا ہے۔ قوم کے سامنے اپنے خیالات کو راقم پیش کرچکا ہے۔

باقی اعتراضات کا جواب حسب ذیل ہے (۱) موجودہ انتخاب خلافت انصار اللہ کی سازش ہے **جواب**۔ اس امر کے ثبوت میں جن انصار اللہ نے تا حال بیعت نہیں کی انکی کوئی شہادت خلیفہ پیش نہیں کیگئی (۲) ذریت سے قایم ہونیوالا شخص مقدم ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب ملہم نہیں **جواب** ایک ہی پیشگوئی کے تین حصے بشیر ثانی۔ محمود۔ فضل عمر رضؓ ہم پورے ہو چکے ہیں۔ اقتباس الانوار ۱۲ (۳) یہ والی ہی اپود ہوگی۔ ہم یوصون بالغیب جماعت ہیں (۴) اہل الرائے لوگوں سے انتخاب خلیفہ میں مشورہ نہیں کیا گیا **جواب** الوصیت میں چالیس متقی شرط ہے۔ اہل الرائے کی شرط نہیں نہ ہی معترض نے اہل الرائے کی تعریف خارج کی

مؤلف مولوی محمد علیصاحب کا رسالہ خدا تعالیٰ۔ رسول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کی ارشادات کے سراسر برخلاف ہے اور یہ جماعت کا متفقہ فیصلہ معلوم ہوتا ہے جو پہلے تو تقرر خلیفہ کی عدم ضرورت کا اعلان کرتے ہیں اور پھر لاہوری جماعت میں چار خلیفہ مقرر کرتے ہیں۔ یہ امر بھی قابل غور ہے۔ برادران! آپ منکرین خلافت کے اعتراضات کے جواب تقریر لاہور حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ پڑھیں اور ایمان کو تازہ کرو۔ مولوی محمد علی صاحب کو ٹھوکر لگی ہے سب مل کر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو ہم سے جدا نہ کرے اور ان غلطیاں معاف فرماوے اور ان کو حق الیقین

نایاب ایجن

اصلی قیمت پچاس روپیہ۔ عوام کیلئے رعایتی قیمت تین روپیہ فیتولہ۔ نمونہ ۸ر

اس کے استعمال سے آنکھوں میں تارپین نہیں آتا۔ دکھتی آنکھوں کو ایک دن میں آرام دیتا ہے۔ ہمیشہ دیکھتے دیکھتے جبکی نظر کمزور ہوجاتی ہو بشرطیکہ آنکھ پھوٹی نہ ہو۔ اسکے استعمال سے مرتی کیطرح خوبصورت ہوجاتی ہے۔ جالا خواہ کیسا ہی پرانا ہوگیا ہو اور جو کسی دوائی سے دور نہ ہوتا ہو اسکے استعمال سے بالکل دور ہوجاتا ہے۔ آنکھ خواہ کیسا ہی درد کیوں نہ ہو فوراً کافور ہوجاتا ہے وہ آنکھیں جو ہر وقت گلی سڑی رہتی ہوں انکے لئے تو اکسیر ہے ہر قسم کی سرخی چشم کو دور کرنے میں نظیر نہیں رکھتا۔ جو آنکھیں پرآب رہتی ہوں انکے لئے تریاق اکبر ہے پانی بہنے رہنے کو دور کرتا ہے۔ گلروں کیلئے ایسا تیر بہدف ہے گلے خواہ کیسے پرانے کیوں نہ ہوں فوراً دور ہوجاتے ہیں۔ جو آنکھیں اون سنی میں دیکھ سکتی ہوں انکو تو ایک دو دن میں آرام جاتا ہے۔ پڑھاوں اکسیر کرتی ہے۔ دو تکے سے پرانے سے پرانے جالے دور ہوجاتے ہیں۔ جسکی بینائی کمزور ہو اور دور سے نہ دیکھ سکے اس کی نگاہ ایک ہفتہ میں ہی کافی بڑھ جاتی ہے۔ اور اسکے استعمال کرنے سے آنکھوں کی کوئی مرض پیدا نہیں ہوسکتی ہزاروں اشخاص آزما چکے ہیں کبھی خطا نہیں جاتا۔ آنکھوں کے بیماروں کیلئے یہ ایک نعمت عظمیٰ ہے وہ آنکھ کا بیمار جو نایاب ایجن کو منگانا نہیں چاہتا۔ میں اسکی قسم کھا کر حلفیہ کہتا ہوں کہ اسپر خدا نے عذاب نازل کیا ہوا ہے وہ خدا کے در پر میں توبہ کرے اور پھر توبہ کرے۔ اور نایاب ایجن کو منگا کر استعمال فرماوے یقین ہے کہ صحت یاب ہوجائیگا اور ان بیماریوں کو دور کرنے میں نظیر نہیں رکھتا۔ بچوں کی آنکھ لگنا دکھنا۔ بڑوں کی آنکھ لگنا دکھنا۔ گلرے۔ آنکھ کا دد۔ آنکھیں سرخی چشم ناخنہ۔ مضمہ ۔ پرنالی بہنا۔ پرنالی۔ الونڈا۔ ابتدا سے بینائی۔ پلکوں کے بالوں کا گرنا۔ خارش چشم۔ پلکوں کا گلنا۔ پیپ لگنا۔ پلکوں کا آپس میں چپٹنا۔ ہر وقت پانی بہنا۔ آنکھوں میں ریت کا گرنا۔ روشنی میں آنکھوں کا نہ کھلنا۔ جالا خواہ کیسا ہی پرانا ہو۔ دھند غبار وغیرہ وغیرہ جملہ امراض چشم کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوا نہیں ہے۔

ملنے کا پتہ۔ حکیم بصری فضل احمد خوشنویس سوداگر ریشم حیات قادیان ضلع گورداسپور)

پچاس روپیہ انعام دیا جائیگا جو نایاب ایجن کو غیر مفید ثابت کردے (شرطیہ آنکھوں کا علاج بذریعہ اشتہار کیا ہوسکتا ہے جو احباب

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی
جلاب کی گولیاں

رات کو سوتے وقت دو گولیاں کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن دست صاف طور سے آویگا۔ پیٹ میں مروڑ کچھ نہیں ہوگی۔ حسب معمول کھانے پینے نہانے کی کچھ ممانعت نہیں۔ یہ گولیاں مل میں بنتی ہیں وزن سب کا برابر ہے۔ ڈاکٹر برمن صاحب برابر اپنے مریض کو دیتے ہیں۔ ہر شخص کو گھر میں رکھنا چاہیئے۔ قیمت ۱۲- گولیوں کی ڈبیہ پانچ آنہ محصول ایک سے تا تک ۵ ر

جلدی بیماریوں کی دوا ء

یہ تیل کئی ایک دیسی اور ولایتی اسپتال کی تجربہ کی ہوئی ہے ادویات ملا کر بنا ہے۔ اس سے ہر اقسام کی جلدی بیماری جیسے خارشت جراحن۔ اپرس وغیرہ دفع ہوتے ہیں۔ اور اگر خون خراب ہو گیا ہو گیا ہو۔ ہمارا سالہ جسکی قیمت دو روپیہ (عا) ہے پینا چاہیئے۔ قیمت اول دوا ۰ ر ۸

محصول ڈاک ۶ ر

ڈاکٹر ایس کے برمن تاراچند دت نمبر ۵ و ۶ اسٹریٹ کلکتہ

مفت

مندرجہ ذیل کتب میں سے جو مناسب سمجھیں صرف ایک کارڈ لکھکر

مفت

منگوا کر واقفیت حاصل کریں آپ ان کو دیکھ خوش ہوں گے

رسالہ امرت جسکے اندر دنیا بھر میں نئی ایجاد تقریباً کل امراض کا ایک ہی علاج مشہور و معروف اور عجیب دوائی جو سرکاری رجسٹری ہو چکی ہے مفصل بیان ہے۔ آپ کے دیکھنے کے قابل ہے کہ کسطرح ایک ہی دوائی

امرت دھارا رجسٹرڈ } استعمال سے فایدے کر سکتی ہے دھوکہ سے بچو امرت دھارا کا نسخہ سوائے پنڈت جی کے کوئی نہیں جانتا

رسالہ امراض مخصوصہ مردان } مردوں کے خفیہ امراض کے اسباب علامات اور علاج آجکل کیحالت کا مکمل فوٹو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے گمشدہ طاقت کے مریض اس کو پڑھکر کہا کرتے ہیں کاش کہ ہم اس کو اول دیکھتے یہ چالیس صفحہ کا رسالہ بھی مفت ہے۔

فہرست ادویات دیش ایکارک و امرت دھارا دشد مالیہ } یہ فہرست ادویات کے نام اور ان کے صرف ضروری مختصر اوصاف بتلاتی ہے اسکے اندر طبی کتب مصنفہ شریمان کوی کلونت پنڈت نہاکر دت شرما دید موجد امرت دھارا ایڈیٹر اردو ہندی اخبار دیش ایکارک کی فہرست ہی موجود ہے۔ یہ رسالہ بھی مفت۔

طبی اخبار دیش ایکارک } اردو میں ہفتہ وار اور ہندی میں پندرہ روزہ ہے ہندوستان بھر میں کوئی طبی اخبار سوائے اس کے نہیں ہے۔ جس کو ذرا بھی حکمت کا خیال ہے یا حکمت کے ضروری اصول جاننے کی خواہش ہے وہ دیکھتے ہی اس کے خریدار بنجاتے ہیں۔ نمونہ مفت ملتا ہے قیمت سالانہ تین روپیہ (ششماہی عہ سہ ماہی ۱۲ ر ہندی کی سالانہ قیمت عا ر

نوٹ:۔ ایجنٹ بننے میں بڑا فائدہ ہے ہمارے لایق ایجنٹ بہت کماتے ہیں قواعد آسان ہیں

خط و کتابت اور تار کا پتہ اتنا کافی ہے۔ امرت دھارا لاہور

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب

ہوتا ہے۔ بچہ اگر تندرست نہ ہو اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس امیلشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ماتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینیجو فیچرنگ کیمسٹس لنڈن۔

سچائی کا جھنڈا!

اشتہاروں کی گرم بازاری مصنوعوں کی تیزی ہزاری مریضوں کی آہ و زاری آجکل ہر سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں ہی دیر ہی کیا ہے۔ معجون طلسمی قولنج تناسل کیوجہ سے ان دونوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہوتی ہے میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قولنج تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایات کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے اول نمونہ مفت منگا لیجئے پھر اگر شفاء ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلائی طلسمی پیرانہ سالی کیوجہ سے اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہونچتی ہے ہمارے اس طلائے فایدہ اٹھائیں انشاء اللہ وہ اس کو ضرور ہی مفید پائیں گے

مرہم سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فیتولہ ۸ ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوۃ بصارت بڑھانے والا قیمت فی بکس ۴ ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک دواخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی